اللہ تعالیٰ امریکہ کو ہوش اور عقل دے کہ خدا بننے کی بجائے خدا کا نمائندہ بننے کی کوشش کرے

اس رمضان میں خاص طور پر دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو عقل، تقویٰ اور انصاف عطا کرے

روزنامہ الفضل ربوہ

خطبہ نمبر ۱۸

ایڈیٹر: نسیم سیفی

فون ۲۲۹

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۶/۴۱ | بدھ ۲۴۔ رمضان المبارک ۱۴۱۱ھ، ۱۰۔ شہادت ۱۳۷۰ ہش، ۱۰۔ اپریل ۱۹۹۱ء | نمبر ۸۳

خدا کرے کہ جماعت احمدیہ کو یہ توفیق حاصل ہو کہ وہ انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اپنی دعاؤں سے اس دور میں سب سے زیادہ اہم تاریخی کردار ادا کرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ تعالیٰ اس حمد کو ہمیشہ بڑھا کر واپس کرتا ہے جو اس کے حضور پیش کی جاتی ہے

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۲۲۔ امان ۱۳۷۰ ہش (۲۲۔ مارچ ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل لندن

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

سب سے سچا آئینہ

"سورہ فاتحہ سے متعلق گذشتہ چند خطبوں میں ذکر چل رہا ہے کہ کس طرح یہ نماز کا سلیقہ سکھاتی ہے۔ عبادت کے گر بتاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق کا ذریعہ بنتی ہے اور پھر بنی نوع انسان سے تعلق کا بھی ذریعہ بنتی ہے۔ اس لئے اس سورۃ پر محض سرسری نظر نہیں ڈالنی چاہیئے بلکہ ہر نماز میں پڑھتے وقت بڑے غور سے اس کے مضامین سے گذرنا چاہیئے اور انہیں اپنے نفس پر ساتھ ساتھ اطلاق کرتے چلے جانا چاہیئے۔ اور سورۃ فاتحہ کے آئینے میں اگر انسان اپنی تصویر دیکھنے کی عادت ڈال لے تو اس سے بہتر آرائش کا اور کوئی ذریعہ سوچا نہیں جا سکتا۔ کیونکہ یہ سب سے سچا آئینہ ہے۔ اس سے بہتر حق کے ساتھ آپ کو آپ کی تصویر دکھانے والا اور کوئی آئینہ نہیں۔

اس ضمن میں الحمد کا جو مضمون پہلے بیان ہوتا رہا ہے اس میں مَیں نے بڑی وضاحت کے ساتھ جماعت کو یہ سمجھایا تھا کہ ہم کہتے تو یہ ہیں کہ ...... یعنی تمام تر حمد، کلیتہً ہر قسم کی کامل حمد صرف اللہ ہی کے لئے ہے اور کسی کے لئے نہیں اور جو حمد کسی کو نصیب ہوتی ہے وہ اللہ ہی کی طرف سے ملتی ہے۔ اس ضمن میں مَیں نے دنیا کے روزمرّہ کے مشاہدات آپ کے سامنے رکھے اور سمجھایا کہ کہتے تو ہم یہی ہیں لیکن بالعموم روزمرّہ کی زندگی میں خدا کی تخلیق کی حمد میں تو ڈوب جاتے ہیں لیکن خالق کی حمد کا ہمیں خیال نہیں رہتا۔ پھول سے محبّت کریں گے۔ گلشن سے محبّت کریں گے۔ اچھے مکانوں سے محبّت کریں گے۔ حُسن سے محبّت کریں گے خواہ وہ بے جان حُسن ہو یا جاندار حُسن ہو۔ رعب اور طاقت سے محبّت کریں گے مگر اُن کے پیچھے جو ذات جلوہ فرما ہے اس کا دھیان روزمرّہ کی زندگی میں انسان کو نہیں آتا تو ایسا انسان جب پانچ وقت یا اس سے بہت زیادہ مرتبہ ہر نماز میں کئی رکعتوں میں (تمام تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں) کا اقرار کرتا ہے اور اثبات کرتا ہے تو اس اثبات اور اقرار میں کوئی خاص حقیقت نہیں ہوتی۔ باوجود اس کے کہ وہ یہ کہنے میں جھوٹ نہیں بول رہا ہوتا لیکن یہ آواز اس کی روزمرّہ کی زندگی کا مظہر نہیں۔ اس کی روزمرّہ کی زندگی کی تصویر نہیں کھینچ رہی۔

حمد کی راہ میں سب سے بڑی روک

اس ضمن میں آج مَیں خصوصیّت کے ساتھ اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔ (مجھے یاد نہیں کہ پہلے اس مضمون پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی کہ نہیں) کہ خدا تعالیٰ کی حمد کی راہ میں سب سے بڑی روک نفسِ انسانی کی طرف سے پیدا ہوتی ہے اور سب سے بڑا بُت ہر انسان کے اندر موجود ہے کیونکہ باہر کی دنیا کی حمد میں انسان غفلت کے نتیجے میں بسا اوقات خالق کی حمد سے غافل ہو جاتا ہے لیکن نفس کا بُت ایسا ہے جو باقاعدہ شرک کے خیالات پیدا کرنے والا ہے اور اس سے بڑا اور کوئی بُت نہیں جو خدا کے مقابل پر اُلوہیت کا دعویٰ کرے اور اگر آپ روزمرّہ کی زندگی میں اپنے نفوس کا اپنی نیّتوں کا تجزیہ کریں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہوں گے کہ موحّد ہوتے ہوئے بھی بسا اوقات جب آپ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے) کہتے ہیں کہ تمام تر حمد صرف اللہ ہی کے لئے ہے تو دل کے گوشے سے ایک آواز اُٹھتی ہے۔ الحمد لی۔ الحمد لی۔ سب حمد تو میرے لئے ہے اور میرے لئے ہے۔ چنانچہ یہ آواز اگرچہ ہر انسان کو اس طرح سُنائی نہیں دیتی کہ وہ اسے محسوس کرے اور اسی لئے وہ اس آواز کی طرف متوجہ نہیں ہوتا لیکن فی الحقیقت یہ آواز ہے جو روزمرّہ کے تجارب میں انسان اگر توجہ سے کوشش کرے تو سُن سکتا ہے۔ مثلاً ایک اچھی آواز والا گویّا ہے، جب وہ مجمع کے سامنے بہت خوبصورت آواز میں خوش الحانی کے ساتھ نظم پڑھتا ہے تو وہ داد جو اس کو ہر طرف سے ملتی ہے اس کو اپنے نفس میں اس قدر مطمئن کر رہی ہوتی ہے، اس قدر اس کو لذّت عطا کر رہی ہوتی ہے کہ اس وقت اس کا خدا خود اس کا نفس بن چکا ہوتا ہے۔ اور اس کا ذہن کبھی اس طرف نہیں جاتا یا یہ کہنا چاہیئے کہ اکثر نہیں جاتا کہ یہ آواز کیسے پیدا ہوئی؟ کس نے اس کو عطاء کی؟ اس کی ذاتی کوشش کا اس میں کتنا دخل ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عطاء کا کتنا دخل ہے؟ اگر اس مضمون کی طرف توجہ مبذول ہو تو ہر گویّے کی خود اپنی نظر میں کوئی بھی حیثیت باقی نہ رہے۔ ایک ایسے خاندان میں پیدا ہونا جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اچھا گلا عطا کیا گیا ہو۔ ایسے ماحول میں پیدا ہونا جہاں آواز کو مزید مانجھ کر اور صیقل کر کے زیادہ خوبصورت اور دلکش بنایا جا سکتا ہو یعنی ایسے ذرائع مہیّا ہونا۔ اُن بیماریوں سے پاک رہنا جو گلے کو خراب کرتی ہیں اور آواز کو تباہ کر دیتی ہیں۔

یہ ساری باتیں بھی قابلِ غور ہیں مگر سطحی ہیں۔ ان سے اور نیچے اُتر کر جب آپ صوتی نظام کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں کہ کس طرح ہر انسان کے گلے میں خدا تعالیٰ نے ایک صوتی نظام قائم فرمایا ہوا ہے جو اربوں سال کے عرصے میں ترقی کر کے یہاں تک پہنچا ہے اور اسے مانجھنے اور صیقل کرنے اور اُسے چمکانے اور اس کی صلاحیتوں کو مزید اُجاگر کرنے میں ہزارہا زندگی کی نسلیں اس سے پہلے اپنے اپنے دور طے کرتے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے بعد ماضی کا حصہ بن گئیں اور کسی کو علم نہیں کہ اُن تجارب میں جو قدرت نے اُن کے ساتھ کئے، کیا کیا کارروائیاں آواز کے نظام کو مکمل کرنے کے لئے کی گئیں۔

جو جاندار ہمیں آج دکھائی دیتے ہیں ان کی زندگی کا آغاز سے لے کر اب تک کا مطالعہ بھی ہمیں بہت کچھ سبق دیتا ہے اور انسان یہ دیکھ کر حیران رہ جاتا ہے کہ کس طرح آواز کا آغاز ہوا حالانکہ اس سے پہلے یہ کائنات بالکل خاموش تھی۔ زندگی موجود تھی لیکن زندگی کا ایک جزو زندگی کے دوسرے جزو تک آواز کے ذریعے نہیں پہنچ سکتا تھا۔

یہ مضمون پہلے بھی مَیں نے اس حد تک بیان کیا ہے لیکن اب مَیں اس تعلق میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کو خدا نے اچھی آواز عطا کی ہے، اگر اس کا ذہن ان چیزوں کی طرف کبھی منتقل نہ ہو اور ہمیشہ اپنی ہی تعریف میں ڈوب جایا کرے تو اس کے دل سے ایک بُت پیدا ہونا شروع ہو جائے گا جو مزید طاقتور ہوتا چلا جائے گا اور اس کے باقی وجود پر بھی قابض ہو جائے گا کیونکہ شرک کا بُت اپنے دائرے تک محدود نہیں رہا کرتا بلکہ پھیلتا ہے اور بڑھتا ہے اور زیادہ طاقتور ہوتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ایک اچھا مقرر ہے۔ جب وہ بہت اچھی تقریر کرتا ہے اور داد پاتا ہے یا ایک اچھا شاعر ہے جسے خدا توفیق دیتا ہے کہ اپنے خیالات کو نہایت لطافت کے ساتھ شعروں کے خوبصورت کوزوں میں بند کر کے دنیا کے سامنے پیش کرے تو عموماً یہی مضمون دوہرایا جاتا ہے جس کا مَیں پہلے آواز کے سلسلے میں ذکر کر چکا ہوں۔

ہر صلاحیت اللہ کی عطا کردہ ہے

ایک اچھا مصوّر ہے۔ ایک اچھا معلّم ہے۔ ایک اچھا صنّاع ہے۔ غرضیکہ انسان کے اندر خدا تعالیٰ نے جتنی صلاحیتیں پیدا فرمائی ہیں خواہ وہ جسمانی ہوں، علمی عقلی ہوں یا قلب سے تعلق رکھنے والی ہوں اُن سب پر یہی مضمون صادق آتا ہے کہ ہر انسان بالآخر اپنی مدح میں ڈوب جاتا ہے اور ایسا شخص جب بار بار خدا کے حضور یہ اقرار کرتا ہے کہ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے) تو اس کی روزمرہ کی زندگی کا اس اقرار سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ پس جب نماز پڑھتے ہوئے آپ (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب العالمین ہے) کہتے ہیں تو اس آئینے میں اپنی صورت دیکھا کریں اور غور کیا کریں کہ آپ کے روزمرہ کے زندگی کے تجارب میں کتنی مرتبہ عملاً آپ نے واقعی حمد خدا ہی کے حضور پیش کر دی۔ جو حمد بنی نوع انسان نے آپ کے حضور پیش کی آپ نے اسے اپنا نہیں سمجھا بلکہ کامل عاجزی اور انکسار کے ساتھ (سب قسم کے تحفے اللہ کے لئے ہیں اور نمازیں بھی اور پاکیزہ اعمال بھی) کہتے ہوئے اس حمد کو خدا ہی کے حضور پیش کر دیا کیونکہ سب تحفے اُسی کے حضور پیش کرنے کے لائق ہیں اور خود اس حمد سے خالی ہو گئے۔ اگر آپ ایسا کرنے کی صلاحیت اپنے اندر پیدا کر لیں تو آپ کا دل حمد سے خالی نہیں رہے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اس حمد کو ہمیشہ بڑھا کر واپس کرتا ہے جو اس کے حضور پیش کی جاتی ہے۔ اور اس کے نتیجے میں انسان واقعی لائق حمد بننا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر جو اس کی حمد کی جاتی ہے وہ خدا کی آواز کے ساتھ حمد کی جاتی ہے۔ خدا کی آواز دلوں میں حرکت پیدا کرتی ہے۔ خدا کی آواز ذہنوں پر قابض ہوتی ہے اور بنی نوع انسان سے ایسے شخص کی حمد کے جو گیت اُٹھتے ہیں وہ اُسے محمود اور محمّد بنا دیتے ہیں اور حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا نام محمّد رکھنے میں یہ ایک بہت بڑی حکمت تھی کہ آپؐ نے اپنی تمام حمد ساری زندگی ہمیشہ کلیۃً خدا کے حضور پیش کی اور آپ ہمیشہ حمد سے خالی ہوتے چلے گئے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو محمّد بنا دیا۔ پس احمد محمّد میں تبدیل ہوتے ہیں۔ اگر وہ خالص ہوں اور سچے ہوں اور مخلص ہوں اور احمد کے طور پر خدا کی حمد کریں اور اپنا بُت بیچ میں حائل نہ ہونے دیں۔

اس نقطۂ نگاہ سے (تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ربّ العالمین ہے) کا مضمون انسانی تربیت کا ایک بہت ہی لمبا سلسلہ ہمارے سامنے پیش کرتا ہے اور یہ سلسلہ ساری زندگی ختم نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ مضمون ایسا باریک ہے اور اس کے بعض پہلو انسانی نظر سے ایسے مخفی رہتے ہیں کہ ساری زندگی کی محنت اپنے آپ کو اپنی حمد سے پاک کرنے کے لئے درکار ہے اور اس کے باوجود بھی انسان اس مقامِ محمود کو حاصل نہیں کر سکتا جو خدا تعالیٰ کے خاص بندوں کو عطا ہوتا ہے۔ اس لئے دعا کے ساتھ مدد مانگتے ہوئے انسان کو نفس کا یہ جہاد ہمیشہ جاری رکھنا چاہیئے۔

جو انسان اپنی حمد کا عادی ہو وہ اکثر اوقات فَرِحٌ فَخُورٌ بھی ہو جایا کرتا ہے۔ اس کو چھوٹی چھوٹی باتوں پر بے حد خوش ہونے کی عادت پڑ جاتی ہے اور تعلّی کرنے کی عادت پڑ جاتی ہے۔ چنانچہ قرآنِ کریم نے فَرِحٌ کے مضمون کو حمد کے ساتھ یعنی انسان کی جھوٹی حمد کے ساتھ باندھ کر پیش فرمایا ہے۔ اس کا مَیں آگے جا کر ذکر کروں گا، لیکن اس کے نظارے آپ نے بسا اوقات کھیلوں کے میدانوں میں بھی دیکھے ہوں گے کہ کبڈی کا ایک کھلاڑی ہے وہ کسی اچھے مضبوط کھلاڑی کو ——— (پنجابی میں جس کو "دھول" کہتے ہیں، اردو میں پتہ نہیں۔ دھول دھپّا تو خیر اردو میں بھی استعمال ہوتا ہے)۔ ایک دھول لگا کر گراتا ہے اور اس کے شکنجے سے نکل کر واپس بھاگتا ہے تو عجیب و غریب حرکتیں کر رہا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ وہ ہاتھ اونچے کر کے دونوں انگلیاں کھڑی کر دیتا ہے۔ بعض دفعہ منہ سے آوازیں نکالتا ہے کہ مَیں نے کمال کر دیا ہے۔ بعض دفعہ وہ چھاتی پر ہاتھ مارتا ہے۔ اسی طرح فٹبال کے میدان میں جب بھی کوئی شخص گول کرتا ہے تو آپ نے دیکھا ہوگا کہ وہ کس طرح عجیب و غریب حرکتیں کرتا اور اُچھلتا کودتا اور فخر و مباہات کے اظہار کے لئے اپنے جسم کو مختلف شکلیں دیتا ہے۔ بعض آوازیں نکالتے ہیں۔ بعض خاموش اظہار کرتے ہیں۔

یہ جو مناظر ہیں یہ نمایاں طور پر آپ کی نظر کے سامنے رہتے ہیں اور ان سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کس حد تک حمد کا پیاسا ہے اور یہ پیاس اس کو مجبور کر دیتی ہے کہ جہاں حمد کے چند قطرے ملیں اُن کو نہ صرف پیئے بلکہ فخر سے اظہار کرے کہ ہاں آج میری پیاس بجھ گئی۔ یہ واقعات روزمرّہ کی زندگی میں ہم سے ہو رہے ہوتے ہیں جب ہم دوسروں کو دیکھتے ہیں تو دکھائی دیتے ہیں۔ جب اپنے اوپر نظر ڈالتے ہیں تو دکھائی نہیں دیتے۔ پس اس لئے اس مضمون کو خوب کھول کر بیان کرنے کی ضرورت ہے کہ اپنے اندر حمد چاہنے کا جذبہ اس طرح دکھائی نہیں دے گا۔ جیسے دوسرے کا حمد چاہنے کا جذبہ آپ کو دکھائی دیتا ہے۔ دوسرے کی تعلّی پر آپ کو بعض دفعہ ہنسی بھی آجاتی ہے مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ یہ تعلّی آپ کا نفس روزانہ کرتا ہے اور کرتا چلا جاتا ہے اور کوئی آنکھ اس کو دیکھتی نہیں۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ جذبہ جب آگے بڑھتا ہے تو پھر ایسی حمد کا بھی انسان طالب ہو جاتا ہے جو ظاہری طور پر بھی اس کو نہیں ملنی چاہیئے۔ یعنی حمد کے بعض قصّے تو یہ ہیں جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے اس میں انسان نے ایک اچھا کام ضرور کیا ہے لیکن وہ اچھا کام خود اس کی ذاتی توفیق سے ایسا متعلق نہیں تھا جتنا اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء عنایات سے تعلق رکھتا تھا۔ اُس کا اس موقعہ پر اس بات کو بھلا دینا یا یہ اہلیّت نہ رکھنا کہ اپنے اچھے فعل کے پیچھے خدا کے ہاتھ دیکھے اور خدا کی تخلیق کے اَن گنت کرشموں کا نظارہ کرے تو یہ چیز جو ہے یہ ایک حد تک سمجھنے کے لائق ہے اور سمجھانے کے لائق ہے لیکن قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ انسان صرف اسی بات پر راضی نہیں ہوتا، یہیں ٹھہر نہیں جاتا۔ فرمایا ---------

--- (سورۃ آل عمران: ۱۸۹) کہ تُو ہرگز یہ گمان نہ کر کہ وہ لوگ جو چھوٹی چھوٹی باتوں پر اتراتے ہیں۔ جو کچھ گُل وہ کھلاتے ہیں اُن پر بڑا فخر محسوس کرتے ہیں۔ جو کوئی اچھا کام کیا یا کسی قسم کا بھی ایسا کام کیا جو کم سے کم اس کی نظر میں قابلِ تعریف ہو تو اس پر وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر اِترانے لگ جاتے ہیں ------- اس کے ساتھ وہ اس بیماری میں بھی ضرور مبتلا ہوتے ہیں کہ جو کام وہ نہیں کرتے اُن کے لئے بھی تعریف کے خواہاں ہو جاتے ہیں۔ اور جب یہ بیماری بڑھ کر اس مقام تک پہنچ جاتی ہے تو ------ پھر یقین رکھ کہ یہ لوگ عذاب سے محفوظ نہیں ہیں -------- اور ان کو دردناک عذاب میں مبتلا کیا جائے گا۔

جھوٹی تعریف کی تمنّا بالآخر شرک بن جاتی ہے

اس مضمون کا تعلق یقیناً آخرت سے ہے لیکن یہ غلط ہے کہ اس دنیا سے نہیں کیونکہ تعریف کی پیاس جب اس حد تک بڑھ جاتی ہے کہ انسان اُن چیزوں پر بھی تعریف کی تمنّا رکھنے لگ جاتا ہے، تعریف کروانے کیلئے اس کے دل میں پیاس لگ جاتی ہے جن چیزوں میں اس کا کوئی بھی حصہ نہیں ہوتا یعنی کام کسی اور نے کیا اور تعریف اس نے اپنی کرنی شروع کر وا دی۔ یہ بات بھی آپ روزمرّہ کی زندگی میں ہر گھر میں مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ ہر انتظام میں مشاہدہ کر سکتے ہیں اور انسانی تعلقات میں اور قوموں کے تعلقات میں بھی یہ بات اگر آپ باریک نظر سے دیکھیں تو آپ کو دکھائی دے گی۔

اگر کسی نے کوئی اچھا کام کیا ہو اور بتایا نہ جائے مثلاً گھر میں بچوں کے ساتھ گفتگو کرتے ہوئے کہ ہمیں علم ہے کہ کس نے اچھا کام کیا ہے اور آپ اچانک پوچھیں کہ کس نے کیا ہے تو بے اختیار کئی بچے ہاتھ اونچا کریں گے کہ ہاں! ہم نے کیا ہے۔ اگر اُن کو یہ یقین ہو جائے کہ پتہ نہیں لگے گا کہ کس نے کیا تھا تو پھر اکثر بچوں کے اندر یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ وہ اس بات میں اپنی تعریف کروائیں جو بات انہوں نے نہیں کی۔ ان کے بھائی یا کسی بہن نے کی تھی لیکن چونکہ تعریف ہو رہی ہے۔ اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے وہ کہتے ہیں ہم نے کیا ہے۔ اور اگر کوئی یہ نہ کر سکے تو تعریف میں حصہ ڈالنے کی عادت تو اتنی پختہ ہے کہ اس سے تو شاید ہی کوئی انسان بری ہو۔ اگر آپ کسی سے پوچھیں کہ بہت اچھا کھانا پکا ہے، کس نے پکایا ہے؟ تو اگر گھر کی مالکہ نے پکایا ہوگا تو وہ کہے گی میں نے پکایا ہے، کوئی دوسرا ساتھ بولے گا کہ مصالحہ تو میں نے بنایا تھا، ایک تیسرا بتائے گا کہ ترکیب میری تھی، ایک چوتھا کہے گا کہ ڈوئی تو میں پھیرتا رہا ہوں۔ غرضیکہ ہر شخص بیچ میں اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ روزمرہ کی چھوٹی چھوٹی باتوں کا مشاہدہ ہے لیکن یہ آگے جاکر بہت گہری بیماری میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اور ایسے اشخاص کو بعد ازاں احتمال ہے کہ گہری روحانی بیماریاں نہ لاحق ہو جائیں۔ اس کی تفصیل میں جانے کی یہاں ضرورت نہیں۔ ہر انسان اپنی زندگی کے واقعات پر غور کر کے یہ جائزہ لے سکتا ہے کہ کس حد تک اس نے اس معاملے میں ٹھوکر کھائی یعنی تعریف کی ایک خواہش تو طبعی ہے اُسے اپنے مقام پر رکھنا اور لگام ڈال کر رکھنا یہ ایک الگ مسئلہ ہے مگر جو واقعہ ہوا ہی نہیں اس ضمن میں جھوٹی تعریف کی تمنا یہ بہت بڑی بیماری ہے اور یہ شرک کی بدترین قسم بن جاتی ہے اور ایسے لوگ پھر سب سے زیادہ خدا کی تعریف اس سے چھینتے ہیں اور عمداً ہر چیز میں بات اپنے ذمے لگاتے ہیں کہ ہماری وجہ سے یہ ہوا ہے۔ اور یہ بیماری جب زیادہ باریک ہو جاتی ہے تو عجیب و غریب شکلیں اختیار کرتی ہے۔ میں اس کا ایک نمونہ آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جس سے آپ کو معلوم ہوگا کہ نیک انسان بھی اس قسم کی بعض بیماریوں سے محفوظ نہیں رہتے۔ عام طور پر موحد ہیں لیکن بہت سی باتوں میں غلطی کر جاتے ہیں۔

ہر فضل و احسان اللہ ہی کی طرف سے آتا ہے

یہ بھی رجحان پایا جاتا ہے کہ اگر خدا کا کوئی فضل ہو تو انسان اپنے اندر وہ نیکی تلاش کرتا ہے کہ کس وجہ سے فضل ہوا ہے۔ خدا نے کوئی خاص احسان کیا تو انسان کہتا ہے یہ اس لئے ہے کہ میں نے غریبوں کی ہمدردی کی تھی۔ خدا نے بہت احسان کیا اور نعماء بخشی تو انسان سوچتا ہے کہ یہ اس لئے ہے کہ میں نے فلاں انسان کے ساتھ نیکی کا سلوک کیا تھا اور یہاں تک کہ جب کسی شخص پر خدا کا خاص فضل نازل ہو تو لوگ بھی جو تبصرے کرتے ہیں ان میں اس شخص کی خوبیاں تلاش کر رہے ہوتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے جو اس پر یہ فضل کیا ہے تو اس کی یہ بات سنی گئی، اس کی یہ نیکی کام آئی اور ہمارے ہاں روزمرہ کے محاورے میں یہ بات اکثر سننے میں آتی ہے کہ اس کی تو فلاں نیکی کام آگئی حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ انسان کی نیکیاں کیا؟ ان کی حیثیت کیا؟ خدا تعالیٰ اگر انسان کی نیکیوں کے مقابل پر اس کی بداعمالیوں کا حساب کرے تو کسی کے پلے کوئی نیکی باقی نہ رہے۔ اپنی نیکی کی طرف خیال آجاتا ہے اور بدیاں انسان بھول جاتا ہے اور خدا کے وہ احسانات جو خالصۃً فضل کے نتیجے میں ہیں اُن احسانات کو اپنی طرف منسوب کرنے لگ جاتا ہے کہ میری کسی خوبی کے نتیجے میں ایسا ہوا۔ لیکن ایک عارف باللہ اس معاملے میں کبھی دھوکہ نہیں کھاتا۔ چنانچہ حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) مناجات میں عرض کرتے ہیں کہ۔

سب کچھ تری عطا ہے ☆ گھر سے تو کچھ نہ لائے۔

کیسا سادہ لیکن کتنا عظیم اور قوی اظہار ہے۔ کتنی گہری اور دائمی حکمت اس میں بیان فرمادی گئی ہے۔

سب کچھ تری عطا ہے ☆ گھر سے تو کچھ نہ لائے۔

پس (سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں) کہتے ہوئے جب تک یہ رجحان پیدا نہ ہو کہ سب کچھ تری عطا ہے۔ گھر سے ہم کچھ نہیں لائے تو اس وقت تک الحمد کا مضمون کامل نہیں ہو سکتا اور اس وقت تک (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں) کی دعائیں طاقت پیدا نہیں ہو سکتی۔ پس جب آپ کلیۃً حمد سے اپنے آپکو خالی کر لیتے ہیں۔ اللہ کے جتنے احسانات ہیں ان کو خدا کے احسانات کے طور پر گنتے ہیں اور ان پر حمد کے گیت گاتے ہیں تو پھر جب (ہم تیری ہی عبادت کرتے اور تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کہتے ہیں تو دل پوری سچائی کے ساتھ یہ عرض کرتا ہے، خدا کے حضور یہ اقرار کرتے ہوئے عرض کرتا ہے کہ ہم نے تو اپنی حمد بھی کچھ نہیں، اس لئے ہم اپنی عبادت نہیں کرتے۔ ہم نے تو کسی غیر کی کوئی حمد سمجھی ہی نہیں اس لئے ہم کسی غیر کی عبادت نہیں کرتے اور تو جانتا ہے اور تو دیکھ رہا ہے کہ جب تمام تر حمد ہم تیرے حضور پیش کر بیٹھے تو اب سوائے تیری عبادت کے ہمارے پاس کچھ نہیں رہا۔ ایسی صورت میں عبد، عابد بن جاتا ہے اور ایک عام انسان نہیں رہتا۔ یوں تو ہر انسان خدا کا بندہ ہے لیکن سورۂ فاتحہ ایک عبد کو عابد میں تبدیل کرتی ہے۔ تب اس کا یہ حق ہے کہ وہ یہ عرض کرے: (ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں) کہ سب کچھ تیرے خزانے میں جمع ہو گیا ہمارے پاس تو رہا ہی کچھ نہیں اس لئے ہم تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں اور تیری مدد کے بغیر ہم کچھ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس "نستعین" میں بہت کچھ شامل ہے۔ اسی "نستعین" کی دعائیں ہر دعا مانگی جاسکتی ہے اور اس دعا میں از خود حمد کی طلب بھی شامل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ جب انسان ان تمام مراحل سے گزرتا ہے۔ اور پھونک پھونک کر قدم رکھتے ہوئے گزرتا ہے۔ احتیاط کے ساتھ گزرتا ہے۔ شرک سے اپنے آپ کو کلیۃً پاک کر لیتا ہے اور حقیقت میں خدا کے حضور اپنا مقام سمجھنے لگ جاتا ہے تو اس وقت جب ایاک نستعین کہتا ہے تو اس کی کہی اور ان کہی ساری دعائیں قبول ہوتی ہیں اور اس کے بعد پھر جب (ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ایسے لوگوں کے رستے پر جن پر تو نے انعام کیا) کہتا ہے تو پھر دعائیں ایک نئے مضمون میں داخل ہو جاتی ہیں۔ انعام والے مضامین میں جن کی کوئی انتہا نہیں۔ جن کی کوئی حد نہیں ہے اور ایک جاری سلسلہ ہے۔

انعامات کے سب دروازے کھلے ہیں

اس ضمن میں یہ یاد رکھیں کہ (جن پر تو نے انعام کیا) کے مضمون میں ایک پوری تاریخ ہمارے سامنے رکھ دی گئی ہے۔ چونکہ اس سے پہلے میں اس بات پر گفتگو کر چکا ہوں اس لئے مزید اسے نہیں چھیڑتا لیکن انعمت کے چار مراتب ہیں اور سورۂ فاتحہ کی ابتداء میں خدا کی چار صفات پیش فرمائی گئی ہیں۔ ان چاروں صفات سے جس انسان کا تعلق کامل ہو جائے گا وہ انعمت میں آخری مقام تک پہنچے گا اور جس حد تک اس کا صفات باری تعالیٰ سے تعلق کمزور ہوگا۔ اسی حد تک انعمت علیہم کے گروہ میں اسے نسبتاً ادنیٰ مقام نصیب ہوگا۔ پس یہ کہنا غلط ہے کہ کوئی مقام ہمیشہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ ہر مقام جاری ہے لیکن سورۂ فاتحہ میں صفات باری تعالیٰ کو جس رنگ میں پیش فرمایا گیا ہے اُن صفات کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے ساتھ ایک گہرا تعلق ہے۔ جس کامل عبودیت کے ساتھ، جس کامل انکسار کے ساتھ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے نفس کو حمد سے خالی کر کے ربوبیت سے تعلق جوڑا، رحمانیت سے تعلق جوڑا، رحیمیت سے تعلق جوڑا، مالکیت سے تعلق جوڑا، اس کے بعد یہ تعلقات کا معیار بہت بلند ہو چکا ہے۔ اس لئے آئندہ کے لئے خدا تعالیٰ نے یہ فرض کر دیا کہ

("جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں میں شامل ہوگا جن پر اللہ نے انعامات کئے") سورۃ النساء ۷۰۔ اب ربوبیت، رحمانیت، رحیمیت اور مالکیت سے عام تعلق کام نہیں دے گا، جو اللہ اور اس رسول کی اطاعت کرے گا۔ اور ان اداؤں سے ساتھ خدا سے تعلق باندھے گا جن اداؤں کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنے رب سے تعلق جوڑا ہے اس کے لئے انعامات کے سب دروازے کھلے ہیں اور چونکہ یہ مضمون مشکل ہو گیا ہے اور بلند تر ہو گیا ہے اور ڈیمنسٹریٹر (DEMONSTRATOR) نے جس نے اس مضمون کو اپنی زندگی پر جاری کر کے دکھایا تھا اس مضمون کو درجہ کمال سے تک پہنچا دیا ہے اس لئے آخری مقام تک پہنچنا مشکل تر ہو گیا ہے لیکن سے اس اطاعت سے ادنیٰ مقام بھی ایسے ہیں جو گذشتہ زمانے کے اعلیٰ مقامات کے برابر درجہ پانے والے ہیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مضمون کو اس طرح کھول کر بیان فرما دیا کہ (میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے نبیوں کی طرح ہیں)

علماء تو نبی نہیں ہیں اور میری امت کے معیار کے لحاظ سے نبی نہیں ہیں لیکن جہاں تک گذشتہ امتوں کا تعلق ہے ان کے نبیوں کے برابر تو میری امت میں تمہیں بہت سے علماء اور ولی اور بزرگ ملیں گے۔ پس یہ وہ مضمون ہے جس کے پیش نظر انعمت علیہم نے ایک ایسا وسیع دروازہ کھولا ہے اور ہمیں ایک ایسے راستے پر قدم بڑھانے کی دعوت دی ہے جو لامتناہی ہے اور تمام انبیاء کی گذشتہ تاریخ ہمارے سامنے اکٹھی صورت میں پیش کر دیتا ہے کہ گویا اس راستے پر دور تک مختلف جھنڈے لگے ہوئے ہیں اور سب سے آخر پر مقام محمدیت کا جھنڈا ہے اور مسلسل یہ صلائے عام دے رہا ہے کہ آنا ہے تو یہاں تک آؤ اور اس سے پہلے رکنے کی کوشش نہ کرو۔ اس سے پہلے کی تھکن تمہیں مغلوب نہ کر دے۔ پس اس سفر میں جس مقام پر بھی انسان دم دے وہی مقام (جن پر تیرا انعام ہوا) کا مقام ہے اور بہت ہی بڑا خوش نصیب ہے جسے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے قدموں تک پہنچنے کی سعادت نصیب ہو جائے۔

اس کے بعد (جن پر تیرا غضب نازل ہوا اور جو گمراہ ہوئے) کا مضمون شروع ہوتا ہے اور وہاں بھی یہ بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ (جن پر تیرا غضب نازل ہوا) کی تشریح

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بیس اگرچہ یہ کہتے ہیں کہ یہود مراد ہیں اور ضالین کی تشریح میں اگرچہ ہم کہتے ہیں کہ عیسائی مراد ہیں مگر اللہ کی یہ شان ہے اور سورۂ فاتحہ کی فصاحت و بلاغت ہے کہ کسی قوم، کسی مذہب کا نام نہیں لیا۔ مضمون صرف یہ بیان فرمایا گیا کہ خدا کی مذکورہ چار بنیادی صفات سے جو شخص کلیۃً تعلق کاٹ لے گا یا اِس حد تک کاٹ لے گا کہ خدا کی رحمت سے وہ کاٹا جائے تو اُسے مغضوب علیہم شمار کیا جائے گا اور جو شخص کچھ تعلق برقرار رکھے گا لیکن ٹیڑھے رنگ میں اور کجی کے ساتھ اس کو ضالین کے زمرے میں شمار کیا جائے گا۔

اس مضمون پر آپ غور کریں تو بہت ہی وسیع تاریخی مطالعہ ہے جو آپ کے سامنے کھلتا ہے وہ قومیں جو مغضوب ہوئیں۔ قرآن کریم نے خود بیان فرمایا ہے کہ کیوں مغضوب ہوئیں۔ کس کس طرح کس کس جگہ انہوں نے خدا کی بنیادی صفات سے اپنا تعلق توڑا اور ایک دفعہ نہیں بار بار توڑا اور کتنے لمبے عفو کے بعد، کتنے لمبے حلم کے بعد بالآخر اللہ تعالیٰ نے انہیں مغضوب قرار دیا تو اس کے مطالعہ سے آپ کو معلوم ہوگا کہ کن چیزوں سے بچنا ہے اور یہ بھی معلوم ہوگا کہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ کوشش فرض ہے اگر ایک ٹھوکر کھاتے ہیں تو تب بھی، اگرچہ خطرے کا مقام ہے۔ لیکن آخری طور پر آپ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ کیلئے مردود نہیں قرار دے دیا گیا۔ خدا تعالیٰ نے قوموں کو ایک لمبے عرصے کے بعد جو ہزار سال سے زائد عرصے پر پھیلا پڑا ہے اُن کو ــــــ ان کی بار بار کی غلطیوں کے نتیجے میں ــــــ اور غلطیوں پر اصرار کے نتیجے میں مغضوب قرار دیا۔

پس اس سے جو تصویر ابھرتی ہے وہ یہ ہے کہ آخری سانس تک جینے کی اُمید تو ہے لیکن اگر غلطیاں کرتے ہوئے ہم مارے گئے تو ہم مغضوب کی حالت میں مارے جائیں گے۔ پس ایک طرف تو یہ اُمید کا پیغام بھی ہے اور دوسری طرف ایک عبرت کا پیغام بھی ہے اور یاد رکھنے کے لائق بات یہ ہے کہ یہود کا نام سورۂ فاتحہ میں کیوں نہیں لیا گیا۔ اسلئے کہ قرآن کریم یہ اعلان کرتا ہے کہ من حیث القوم مغضوب ہونے کے باوجود اُن کے اندر آج بھی نیک لوگ موجود ہیں۔ آج بھی حق پرست لوگ موجود ہیں آج بھی موحد موجود ہیں آج بھی خدا سے محبت کرنے والے موجود ہیں۔ اگر انہیں اسلام کا صحیح پیغام پہنچایا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے حسن سے اُن کی شناسائی ہوتی تو وہ ضرور اسلام قبول کر لیتے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے غلاموں میں شامل ہو جاتے۔ مگر اپنے اپنے ماحول میں کٹے ہوئے خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اس سے پیار کرتے ہیں۔ اس پر یقین رکھتے ہیں۔ اس کے لئے قربانیاں دیتے ہیں۔ پس دیکھئے سورۂ فاتحہ نے کس حد تک عدل کا حق ادا فرمایا ہے۔ مغضوب کی تاریخ بھی ہمارے سامنے کھول کر رکھ دی لیکن ساتھ یہ بھی متنبہ کر دیا کہ کسی ایک قوم کو ان معنوں میں مغضوب سمجھنا کہ اُنمیں پھر کوئی نیک آدمی پیدا نہیں ہو سکتا یہ غلط ہے۔

اس لئے جہاں قومی طور پر مغضوب فرمایا وہاں نام کسی کا نہیں لیا اور جہاں قرآن کریم نے نام لے کر یہود کو مغضوب قرار دیا ہے وہاں ساتھ ساتھ استثناء کرتا چلا گیا۔ اور بار بار ہمیں متنبہ کیا کہ خبردار! من حیث القوم یہود کو "مغضوب" قرار دے کر تمام کے تمام کو رد کر دینا اور تمام کے تمام کو جہنمی قرار نہ دے دینا۔ اسی طرح من حیث القوم عیسائیوں کو "ضآل" قرار دیتے ہوئے یعنی گمراہ قرار دیتے ہوئے پوری طرح رد کر کے (اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے) یہ دعویٰ نہ کر بیٹھنا کہ یہ سارے کے سارے جہنمی، گندے اور خدا سے دور لوگ ہیں۔ بار بار قرآن کریم نے اس بات کا اظہار فرمایا کہ ان میں بھی بہت اچھے لوگ ہیں۔ ان میں بھی نیک ہیں۔ اخلاص سے ایمان لانے والے ہیں اور ہم یقین دلاتے ہیں کہ جب تک یہ اپنے سچائی کے تصور کے مطابق اپنی تعلیمات پر عمل کرتے رہیں گے انکو کوئی خطرہ نہیں ہے اور انکے اجر خدا کے ذمے ہیں۔ پس سورۂ فاتحہ نے جہاں مغضوب اور ضالین کا ذکر قوموں کا نام لئے بغیر فرمایا وہاں ہماری توجہ اس طرف مبذول فرمادی اور اس میں بھی ہمارے لئے ایک اُمید کا پیغام ہے کہ اگر ایسی قومیں جو ہزار سال، دو ہزار سال، پانچ ہزار سال تک بار بار خدا تعالیٰ کی ناشکری کرتی رہیں اور اس کی نافرمانی کرتی رہیں اور اُس کے بندوں پر ظلم بھی کرتی رہیں۔ انمیں بھی نیکوں کی گنجائش موجود ہے اور نیکی کی گنجائش موجود ہے تو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا لایا ہوا دین جو آخری اور کامل دین ہے اُس سے وابستہ لوگوں کے متعلق یہ کہنا کہ (اللہ تعالیٰ پناہ دے) وہ سارے جہنمی ہو گئے سارے کافر اور بے دین ہو گئے یہ بہت ہی بڑا ظلم ہوگا۔

پس جماعت احمدیہ کے لئے خصوصیت سے اس میں سبق ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے جہاں ایسے لوگوں پر سختی فرمائی ہے جنہوں نے ظلم اور تعدی اور عناد میں ہر حد پھلانگ دی۔ اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نہایت ہی ناپاک اور ظالمانہ رویہ اختیار کیا، وہ زبان اس گروہ کے محض چند لوگوں سے تعلق رکھتی ہے جو فساد اور فتنے اور ظلم میں حد سے زیادہ بڑھے ہوئے لوگ تھے۔ عامۃ المسلمین سے اس کا تعلق نہیں۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اس مضمون کو دوسری جگہ خود کھول کر بیان فرمایا ہے اور فرمایا جہاں تک عام مسلمانوں کا تعلق ہے اُن سے بے حد محبت رکھتا ہوں۔ ان میں صلحاء بھی ہیں۔ ان میں خدا کے بزرگ بھی ہیں اور خدا تعالیٰ کی عطا کردہ خبر کے مطابق ان میں بڑے سے بڑے مرتبہ رکھنے والے لوگ ہیں۔ صلحاء عرب بھی ہیں اور ابدال الشام بھی ہیں

سورہ فاتحہ سے انکسار کا سبق سیکھیں

پس جماعت احمدیہ کو سورۂ فاتحہ سے یہ انکسار بھی سیکھنا چاہیئے کہ ہم میں سے ہر شخص کی نجات کی کوئی ضمانت نہیں کیونکہ ہر قوم میں ایسے استثناء ہوتے ہیں کہ اچھوں میں سے بُرے لوگ بھی پیدا ہو جاتے ہیں اور بُروں سے اچھے لوگ بھی پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسلئے نہ انعمت کے مضمون میں کسی قوم کا ذکر فرمایا نہ مغضوب اور ضالین کے مضمون میں کسی قوم کا ذکر فرمایا اور اس مضمون کو کھلا رہنے دیا۔ بنیاد یہی ہے اور فیصلے کی کسوٹی یہی ہے کہ ہر وہ شخص اور ہر وہ قوم جو خدا تعالیٰ کی ان چار صفات سے گہرا تعلق جوڑتی ہے اور اپنے آپ کو دوئی کی ملونی سے پاک کرتی ہے جن صفات کا سورہ فاتحہ میں تعارف فرمایا گیا ہے تو وہ اگر خدا تعالیٰ کا فضل شامل حال ہو اور واقعۃً وہ اپنے تعلق میں مخلص ہو تو (جن پر تیرا انعام ہوا) میں شمار ہو گی۔ لیکن ان کے اندر بھی استثناء ہو سکتے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ اس لئے ہمیشہ نگران رہنا چاہیئے اور اپنے نفس پر بھی نگران رہنا چاہیئے۔ اور بحیثیت جماعت اپنے بھائیوں اپنی بہنوں، اپنے بچوں، اپنے مردوں، عورتوں اور بوڑھوں سب پر نگران رہنا چاہیئے تو رمضان مبارک میں آپ جہاں دوسری دعائیں کریں گے وہاں سورۂ فاتحہ کو پڑھتے ہوئے ان مضامین کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنی اصلاح کی بھی کوشش کریں۔ اپنے اندر ایک شعور پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اپنے شعور کو ہمیشہ بیدار رکھنے کی کوشش کریں۔ اور اپنے بھائیوں کے لئے کمزوروں کے لئے اور غافلوں کے لئے بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ سب کے اندر سے ایک باشعور انسان پیدا فرمادے جو خلق آخر کا آغاز ہو گا۔

قرآن کریم نے جہاں خلق آخر کا ذکر فرمایا ہے وہ خلق آخر انسان کے اندر سے پیدا ہوتی ہے اور اسکا آغاز اسی طرح ہوتا ہے کہ ایک غافل انسان سے ایک باشعور انسان جنم لینے لگتا ہے۔ وہ رفتہ رفتہ آنکھیں کھولتا ہے کروٹ بدلتا ہے، اپنے اندرونی ماحول کو دیکھنے لگ جاتا ہے۔ اسکے اندھیرے چھٹنے لگتے ہیں۔ آنکھیں ملتا ہے تو اور زیادہ روشنی دکھائی دیتی ہے۔ اور وہ اپنے نفس کا شعور ہے جو رفتہ رفتہ عرفان باللہ میں منتقل ہو جاتا ہے اور انسان کے اندر سے ایک خلق آخر ظاہر ہوتی ہے۔ پس اس رمضان میں خصوصیت کے ساتھ اپنے لئے یہ دعائیں کریں اور بنی نوع انسان کے لئے بھی یہ دعائیں کریں کہ وہ دعوے تو بہت کرتے ہیں۔ اللہ ان کو بھی کوئی شعور تو عطا کرے۔

دعا کریں اللہ امریکہ کو ظلم کی توفیق نہ دے

میں نے گلف سے متعلق جو پچھلے خطبات دیئے تھے ان میں بڑے درد کے ساتھ بعض آنے والے خطرات کی نشاندہی کی تھی۔ اُن میں ایک یہ تھا کہ شرق اوسط سے امن ہمیشہ کے لئے اُٹھتا ہوا دکھائی دے رہا ہے اور جن خطرات کا اظہار کیا تھا وہ ابھی جیسے کہتے ہیں ناں کہ سیاہی ابھی گیلی ہی ہو سوکھی بھی نہ ہو تو بات ظاہر ہونے لگ جائے ویسی ہی کیفیت ہوتی ہے۔ شام کے اُوپر اسرائیل نے جنگ ختم ہوتے ہی یہ الزام لگانا شروع کر دیا کہ اب عراق سے خطرہ تو نہیں رہا مگر ہمیں شام سے خطرہ شروع ہو گیا ہے اور وہی باتیں جو پہلے عراق کے متعلق کہی جاتی تھیں اب شام کے متعلق کہی جانے لگیں۔ پھر وہ خطرے جو میں نے پیش کئے تھے۔ یہ تو نہیں کہ (اللہ تعالیٰ اپنی پناہ میں رکھے) میں نے کوئی غیب کی خبریں بنائی تھیں مگر ہر انسان حالات کا جائزہ لے کر اندازے لگاتا ہے۔ پس میں نے بھی جہاں تک ان قوموں کے مزاج کو سمجھا کچھ اندازے لگائے اور میرا اندازہ یہ تھا کہ عراق کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جائے گا اور بعض دوسری قوموں سے اندر کھاتے، مخفی طور پر ہو سکتا ہے سمجھوتے ہو گئے ہوں کہ تم فلاں حصّے پر قبضہ کر لینا، تم فلاں حصّے پر قبضہ کر لینا۔ پس عراق میں جو بغاوت ہو رہی ہے، یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا دوسری قوموں سے کوئی تعلق نہیں مگر جو لوگ بھی اس صدی کی تاریخ سے واقف ہیں وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ جہاں جہاں بغاوتیں ہوتی ہیں وہاں ضرور دوسری قوموں کا تعلق ہوتا ہے۔ آج کے زمانہ میں طاقتور منظم فوجوں سے لڑنے کی عوام الناس میں طاقت ہی نہیں ہے جب تک باہر سے امداد نہ ہو، جب تک باہر سے شہ نہ ملے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ کسی ملک میں واقعۃً منظم بغاوت ہو جائے۔ چنانچہ افغانستان میں جو کچھ ہوا آپ جانتے ہیں۔ اگر امریکہ مجاہدین کی مدد سے اپنے ہاتھ کھینچ لیتا تو وہاں جو کچھ آپ نے دیکھا ہے ہو ہی نہیں سکتا تھا، ممکن ہی نہیں تھا۔ اگر ویٹنام میں روس ویٹنامیوں کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیتا تو امریکہ کو جو بالآخر عبرتناک شکست ہوئی وہ ممکن نہیں تھی۔ غالباً ۸½ سال کا عرصہ ہے جو انہوں نے وہاں بہت ہی دردناک جنگ کی حالت میں گزارا ہے۔ وہ جنگ چند مہینوں کے اندر ختم ہو سکتی تھی اگر امریکہ کے مقابل پر روس ان کا مددگار نہ ہو رہا ہوتا تو اس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لئے بیرونی خطرات پہلے بھی تھے، آج بھی ہیں اور کل بھی ہوں گے لیکن پہلے دو سمتوں سے ہوتے تھے اب ایک ہی سمت سے ہیں۔ اس لئے اس رمضان میں خاص طور پر یہ دعائیں کریں کہ اب جبکہ ایک ہی طاقت ہے جو دنیا پر غالب آچکی ہے اور وہ امریکہ اور اس کے ساتھیوں کی طاقت ہے تو اللہ تعالیٰ اس عظیم طاقت کو جیسی طاقت آج تک کبھی دنیا کی تاریخ میں پہلے نہیں ابھری کہ وہ ساری دنیا پر اس طرح غالب آچکی ہو کہ مقابل کی ہر طاقت اس کے سامنے گھٹنے ٹیک چکی ہے، یہ توفیق نہ دے کہ خدا کے بندوں سے ظلم کا سلوک کرے۔ اس دعا کی بڑی شدید ضرورت ہے۔ دعا کی یہ ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ امریکہ کو یہ ہوش دے، یہ عقل دے کہ وہ خدا بننے کی بجائے خدا کا نمائندہ بننے کی کوشش کرے اور اگر واقعی امریکہ اس طاقت سے سچے دل کے ساتھ استفادہ کرنا چاہتا ہے اور اس دنیا میں امن پیدا کرنا چاہتا ہے تو سوائے اس کے اور کوئی حل نہیں کہ امریکہ انصاف پر قائم ہو جائے کیونکہ عدل کے بغیر دنیا میں کوئی امن قائم نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص عدل پر قائم ہو وہ خدا کا نمائندہ ہو سکتا ہے خدا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ ایک گہرا راز ہے کہ عدل کے فقدان سے شرک پیدا ہوتا ہے۔ خدا کے عادل بندے مشرک نہیں ہو سکتے۔ اس لئے خدا کے عادل بندے خدائی کے دعوے بھی نہیں کر سکتے۔ پس امریکہ کے لئے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ تاریخ میں کبھی کسی قوم کو ایسا موقع نصیب نہیں ہوا جیسا کہ امریکہ کو نصیب ہوا ہے کہ تمام دنیا کو اپنی طاقت کے زور سے عدل سے بھر دے اور عدل کے نتیجے میں دنیا کو انصاف عطا کرے اور خدا اس کو یہ توفیق نہ دے کہ اس کے برعکس خود خدائی کا دعویدار بن جائے اور زور اور طاقت کے ساتھ اور جنبہ داریوں کے نتیجے میں اور سیاسی چالبازیوں کے نتیجے میں دنیا سے اپنی طاقت کا لوہا منوانے کی کوشش کرے۔

اگر امریکہ نے ایسا کیا تو جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں، اللہ تعالیٰ ایسی قوموں کو کچھ مہلت تو دیتا ہے لیکن لمبی مہلت نہیں دیا کرتا اور پھر خدا کی تقدیر ان کو پکڑا کرتی ہے۔

تیسری دنیا کے لئے آنے والے ہولناک دن

اس کے مقابل پر تیسری دنیا کی قوموں کے لئے بہت بڑے ہولناک دن آنے والے ہیں۔ وہ نہتے ہو چکے ہیں۔ ان کے سروں کی چھت اُڑ گئی ہے۔ کوئی ان کا اس دنیا کا سہارا نہیں رہا۔ اس لئے ان کے لئے دعا کریں کہ وہ نیلی چھت والے سے تعلق پیدا کریں۔ اس خدا سے تعلق پیدا کریں جس کی چھت ساری کائنات پر محیط ہے اور اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ انہیں ابتلاؤں سے بچائے گا اور یہ بھی ممکن نہیں جب تک وہ خود عدل پر قائم نہ ہوں کیونکہ غیر عادل کا خدا سے کوئی تعلق نہیں ہوا کرتا۔ یہ خیال غلط ہے کہ صرف امیر اور طاقتور ظالم ہوا کرتا ہے۔ یہ راز سمجھنے والا راز ہے اور اس کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کر لینا چاہیئے کہ غریب اور کمزور بھی ظالم ہو جایا کرتا ہے۔ صرف فرق یہ ہے کہ اُسے اپنے ظلم کی توفیق نہیں ملتی یا کم ملتی ہے۔ پس ظالم ہونا یا نہ ظالم ہونا انسان کے اندرونی رجحانات سے تعلق رکھنے والی باتیں ہیں۔ میں نے تو جہاں تک نظر ڈالی ہے تیسری دنیا میں بھی اکثر ممالک ایسے ہیں جب بھی انہیں توفیق ملی ہے انہوں نے ظلم سے کام لیا ہے۔ وہی صدام حسین جن کے عراق پر یکطرفہ ظالمانہ بمباری کے نتیجے میں تمام مسلمانوں کے دل خون ہو رہے تھے اور سخت اذیت میں مبتلا تھے، اب اندرونی طور پر اُن کو چھٹی ملی ہے کہ جبر کے ساتھ بغاوتوں کو ناکام کر دیں اور ملیا میٹ کر دیں تو اس جبر سے آگے بڑھ رہے ہیں جس جبر کی انسان کو خدا تعالیٰ کا خوف اجازت دیتا ہے۔ ایک جبر کے مقابل پر جبر ہے جس کی قرآن کریم نے اجازت دی ہے اور خدا کے خوف کی راہ میں یہ بات مانع نہیں ہے لیکن ولا تعتدوا کی شرط کے ساتھ کہ ہرگز تم نے مقابل پر زیادتی نہیں کرنی۔ انتقام اس رنگ میں نہیں لینا کہ جتنا تم پر ظلم ہو رہا ہے اس سے زیادہ ظلم کرو یا انسانی قدروں کو پامال کرتے ہوئے ظلم شروع کر دو۔ پس کردوں کے مقابل پر یہ ظلم ہو رہا ہو یا شیعوں کے مقابل پر ظلم ہو رہا ہو۔ جو بھی شکل ہے، ہر قوم کا یہ بنیادی حق ہے کہ وہ باغیوں کا سر کچلے لیکن یہ حق نہیں کہ اُن کو آگ کا عذاب دے کر مارے جیسا کہ امریکہ نے نیپام بم کے ذریعے عراقی فوجیوں پر ظلم کئے تھے یا گیس سے مارے یا تیزاب برسا کے مارے۔ اگر یہ باتیں جو بیان کی جا رہی ہیں سچی ہیں تو پتہ یہ لگا کہ اُدھر بھی ظلم تھا اور اِدھر بھی ظلم ہے۔ پھر ہماری یہ دعا جس کی میں نے تلقین کی تھی کہ اے اللہ! حق کو فتح دے، یہ کیس کھاتے ہی جائے گی۔ حق تو پھر صرف اتنا سا باقی رہ گیا تھا کہ کویت پر ان کا حملہ ناجائز تھا اور ان کو کویت خالی کر دینا چاہیئے تو کویت سے انخلاء کی حد تک تو ہماری حق والی دعا قبول ہو گئی۔ اس کے بعد اگر حق ایک طرف ہو ہی نہ اور دونوں طرف ظلم شامل ہو جائے تو یہ دعا کسی کے بھی حق میں مقبول نہیں ہو سکتی۔

پس یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کو حق نصیب کرے۔ اس وقت تو یہ زمانہ آگیا ہے کہ انسان کنگال ہوا بیٹھا ہے۔ اخلاق سے عاری ہو گیا ہے۔ حق سے عاری ہو گیا ہے۔ غریب قومیں اگر دوسری ہمسایہ قوموں پر ظلم نہیں کرتیں تو اپنے ملک کے غریب باشندوں پر ظلم کرتی ہیں۔ ہر طاقتور کمزور پر ظلم کر رہا ہے۔ ایسی افراتفری کے زمانے میں جبکہ طاقت کو گویا کہ یہ اختیار ہے کہ ہر قسم کے ظلم وستم بجالائے اور کوئی اس کو روکنے والا نہ ہو۔ ایسے دور میں قوموں کے تعلقات اسی ظلم کے رشتے پر ہی قائم ہوتے ہیں۔

آج امریکہ کا دنیا میں کوئی رقیب نہیں

آج امریکہ کو خدا نے جہاں یہ توفیق بخشی ہے کہ اب اس کے مقابل پر اس کا کوئی رقیب نہیں رہا۔ پہلے اگر مجبوریاں بھی تھیں تو اب مجبوریاں نہیں رہیں۔ اس وجہ سے خدا نے اُسے توفیق بخشی ہے کہ وہ بے دھڑک ہو کر دنیا میں انصاف قائم کرنے کی کوشش کرے تو یہ موقع پھر شاید کبھی ہاتھ نہ آئے۔ آج اگر پہلے قدم غلط اُٹھ گئے تو پھر دوبارہ اُن غلط فیصلوں کی درستی ممکن نہیں رہے گی۔ اس لئے میں جماعت کو خصوصیت کے ساتھ اس دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جو امریکہ کی قوم کو اس عظیم تاریخی سعادت حاصل کرنے کے بعد کہ وہ دنیا کی سب سے بڑی طاقتور قوم بن کے اُبھری ہے، یہ سعادت عطا کرے کہ اس طاقت کو بنی نوع انسان اور خود اپنی عاقبت کے خلاف استعمال نہ کرے بلکہ انصاف قائم کرنے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں اس طاقت (کے زمانے) کو لمبا کر دے گا اور سینکڑوں سال تک دنیا کو امن نصیب رہے گا لیکن آثار ایسے ظاہر ہو رہے ہیں جن سے مجھے خطرہ ہے کہ شاید یہ نہ ہو سکے تو دوسری صورت میں تیسری دنیا کے لئے دعا کریں۔ کمزور ملکوں کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے دل میں انصاف پیدا کرے۔ ان کے دل میں رحم پیدا کرے۔ ان کو اپنی اخلاقی تعمیر نو کی توفیق بخشے کیونکہ طاقتور قوم کا طاقت سے مقابلہ نہیں ہو سکتا لیکن طاقتور قوموں کا اعلیٰ اخلاق کے ساتھ ضرور مقابلہ ہو سکتا ہے۔ یہ راز ہے جو قرآن کریم نے ہمیں سمجھایا ہے۔ پس اگر کوئی قوم اخلاقی لحاظ سے مضبوط ہو جائے اور اپنے نوک پلک درست کر لے اور اپنے اندر توازن پیدا کر لے اور حرص و ہوا سے باز آجائے اور قناعت کی زندگی بسر کرنا سیکھ جائے اور غربت میں ہی اپنی غریبانہ جنت بنانے کی اہلیت پیدا کر لے تو ایسی قوم پر دنیا کی کوئی طاقت حکومت نہیں کر سکتی۔ اعلیٰ اخلاق سے بڑھ کر انسان کا کوئی دفاع نہیں ہے۔ پس تیسری دنیا کے ملکوں کو میں بار بار یہ نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی اندرونی اصلاح کریں۔ اپنے اخلاق درست کریں۔ اپنے اندرونی تعلقات کو درست کریں۔ انکسار پیدا کریں اور فی الحال غیر قوموں پر انحصار کو اگر فوری طور پر ترک نہیں کر سکتے تو کم سے کم یہ منصوبہ بنائیں کہ جتنی جلد ہو سکے گا آپ غیر قوموں پر انحصار سے توبہ کریں گے اور خودداری کی زندگی بسر کریں گے خواہ غریبانہ ہو۔ اگر یہ نصیحت تیسری دنیا نے مان لی اور جماعت نے دعائیں کیں اور وہ مقبول ہوئیں اور اگر سب نے نہیں تو آہستہ آہستہ بعض ملکوں نے ان پر عمل کرنا شروع کر دیا تو پھر ہم یہ یقین کر سکیں گے کہ اگر طاقتوروں نے غلطی کی تو پھر بھی اس کا اتنا بڑا نقصان بنی نوع انسان کو نہیں پہنچے گا کیونکہ کمزور اپنی اصلاح کے ذریعے ان غلطیوں کی زد سے بچتے چلے جائیں گے اور اپنا دفاع وہ خود کر لیں گے۔ اگر یہ نہ ہوا تو آپ دیکھیں گے کہ جگہ جگہ جنگیں ہوں گی۔ غریب قومیں غریب قوموں سے لڑیں گی۔ امیر قوموں سے ہتھیار خریدیں گی اور اپنے غرباء کا خون چوس کر اپنے ساتھی غرباء کا خون بہانے کے انتظامات کریں گی۔

یہ اس دنیا کا خلاصہ ہے۔ بڑا مکروہ خلاصہ ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ جب اخلاق سے عاری ہو کر سیاست پر نظر کی جاتی ہے تو اس کے سوا اور کوئی خلاصہ نہیں نکل سکتا۔ پس اپنے اسی رمضان میں خاص طور پر دعائیں کریں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کو عقل اور تقویٰ اور انصاف عطا کرے اور جماعت احمدیہ کو یہ توفیق بخشے کہ انتہائی کمزور ہونے کے باوجود اپنی دعاؤں کے ذریعے اس دور میں سب سے زیادہ اہم تاریخی کردار ادا کرے۔

روزہ کے آداب

ایک حدیث کا ترجمہ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو (روزہ دار) جھوٹی بات اور غلط کام نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانا پینا چھوڑنے کی بھی ضرورت نہیں۔

تشریح:۔ روزہ کا ایک بڑا مقصد انسان کو گناہ سے بچانا اور ایک پاک زندگی کا حصول ہے۔ اور روزہ کا فلسفہ بھی یہی ہے کہ جب انسان خدا کے حکم پر ایک معین وقت کے لئے حلال چیزوں سے رک جاتا ہے۔ تو جن چیزوں سے خدا نے منع کیا ہے۔ ان سے روزہ میں خصوصاً اور عام حالات میں بھی ان سے بچنے کی کوشش کرے گا۔ لیکن جو شخص روزہ سے اس مقصد کو حاصل نہیں کرتا اس کے روزہ رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ قولِ زور سے مراد وہ بات جس میں کجی اور ٹیڑھاپن ہو۔ اس میں جھوٹی بات جھوٹی گواہی ۔ کسی پر افترا۔ غیبت۔ بہتان گالی گلوچ وغیرہ سب شامل ہیں۔ اور قول زور پر عمل کرنے سے مراد فواحش کا ارتکاب اور غلط اور بُرے کام کرنا ہے۔ "خدا کو اس کی ضرورت نہیں" دراصل مجازی کلام ہے۔ کہ وہ روزہ خدا کے قبول کرنے کے لائق نہیں۔ کیونکہ ایسا روزہ دار اُن چیزوں کو تو اپنے اوپر حرام کر لیتا ہے جو عام حالات میں حلال ہیں لیکن ایسی چیز کا ارتکاب کرتا ہے جو ہر زمانہ میں حرام ہے۔ دوسری روایت میں ذکر ہے کہ جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو لغو اور بیہودہ باتیں، جہالت کی باتیں اور لڑائی جھگڑے کا کوئی کام نہ کرے بلکہ اگر کوئی لڑائی جھگڑا اور گالی گلوچ کرے تو تم مقابلہ نہ کرو بلکہ کہہ دو کہ میں روزہ دار ہوں۔ اس لئے روزہ کا احترام کرتے ہوئے تم سے لڑائی جھگڑا نہیں کرتا۔ (بخاری)

پس اگر کوئی شخص ان امور اور آداب کا لحاظ نہیں رکھتا۔ جو روزہ کے لئے ضروری ہیں تو اس کے محض بھوکے پیاسے رہنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ روزہ بھوکا پیاسا رہنے کا نام نہیں۔ بلکہ یہ تو ایک عبادت ہے جو مقررہ شرائط سے ادا ہوتی ہے۔ کئی بدقسمت ان آداب صوم کا لحاظ نہ رکھ کر اس عبادت کے اعلیٰ ثواب سے محروم ہو جاتے ہیں حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کئی روزہ دار ہیں جن کو ان کے روزہ سے سوائے بھوک پیاس کے کچھ حاصل نہیں ہوتا اور کتنے ہی رات کو اٹھ کر عبادت کرنے والے ہیں۔ مگر ان کو سوائے بیداری اور بے خوابی کے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔ (ابن ماجہ)

حدیث میں روزہ دار کے لئے ایک ادب لافسوق بیان ہوا ہے اس کا مطلب ہے لغو باتوں اور شہوانی امور نیز ان کے محرکات اور مبادیات سے اجتناب کرے۔ بے شک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزہ میں ازواج کا بوسہ لے لیتے تھے۔ لیکن ساتھ ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے وضاحت فرمائی کہ حضورؐ تم سب سے زیادہ اپنی خواہشات پر کنٹرول کرنے والے اور غلبہ و قدرت رکھنے والے تھے۔

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینے اور جسم کے ساتھ جسم چھونے کے بارے میں پوچھا تو اسے آپ نے اجازت دے دی اور ایک دوسرے شخص نے یہی سوال کیا تو اسے منع کر دیا اور پھر فرماتے ہیں جسے اجازت دی وہ بوڑھا آدمی تھا اور جسے منع کیا وہ نوجوان تھا۔ (ابو داؤد)

گویا جہاں روزہ کے آداب کی بے ادبی اور اس کی حدود کے پھلانگنے کا خطرہ تھا وہاں ان امور سے بھی روک دیا جو جائز تو ہیں لیکن ان میں پھسلنے کا خطرہ موجود ہے۔ پس چاہیئے کہ روزہ کی حالت میں انسان لغو اور بیہودہ باتوں سے بچے اور ہر قسم کے جھگڑے اور گالی گلوچ اور شرارت سے محفوظ رہے تا کہ اس کا روزہ خدا کے پاس مقبول ہو پہلی قوموں کو بھی یہ تنبیہہ کی گئی کہ اگر روزہ کے آداب کا خیال نہ رکھیں گی تو اس کی برکات سے محروم ہو جائیں گی۔ یسعیاہ نبی اپنے ماننے والوں کو فرماتے ہیں

باقی ص ۸ پر

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی

بابرکت تحریکات

۱۔ سپینش زبان سیکھنے اور سپین میں وقفِ عارضی کی تحریک ۸؍اکتوبر ۱۹۸۲ء۔

مقصد: دعوت الی اللہ کی تحریک کو تیز کرنے اور عالمگیر بنانے کیلئے احمدیوں کو غیر ملکی زبانیں سیکھنے کی تحریک، نیز احمدی طلباء کو سپینش زبان سیکھنے کی تحریک۔

۲۔ بیوت الحمد سکیم: ۲۹؍اکتوبر ۱۹۸۲ء

مقصد:۔ بیت بشارت سپین کی تعمیر پر دلوں میں پیدا ہونے والی حمدِ باری تعالیٰ کو عملی شکل میں ڈھالنے کے لئے اور اللہ کا گھر بنانے کے شکرانے کے طور پر خدا کے غریب بندوں کے گھر بنانا۔

۳۔ تحریک جدید کے دفتر اوّل اور دفتر دوم کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی تحریک: ۵؍نومبر ۱۹۸۲ء

مقصد: تحریک جدید کے دفتر اوّل و دوم کے چندہ دہندگان جو وفات پا چکے ہیں ان کے متعلق یہ خواہش کہ ان کے نام ہمیشہ زندہ رہیں۔ ان کی اولادیں چندہ دیں۔

۴۔ خصوصی وقفِ عارضی کی تحریک: ۵؍نومبر ۱۹۸۲ء۔

مقصد: انصار اللہ خصوصیت کے ساتھ وقف کی طرف توجہ کریں۔ ریٹائرمنٹ کے بعد جن کو کام نہیں ملتا، زندگی خدا کے دین کی خدمت میں صرف کریں۔ واقفین مرکز سے باہر جا کر وقف کریں۔ اس سے نوجوانوں کو تحریص ہوگی۔

۵۔ دعوت الی اللہ کی تحریک: ۲۸؍جنوری ۱۹۸۳ء۔

مقصد: دینِ حق کو ساری دنیا میں غالب کرنے کی ذمہ داری ہمارے کندھوں پر ہے۔ اور یہ بہت بڑا بوجھ ہے۔ اس لئے جو احمدی جہاں جہاں ہے دعوت الی اللہ شروع کر دے۔

۶۔ علمی تحریک: ۹؍فروری ۱۹۸۳ء

مقصد: تمام دنیا میں دینِ حق پر جدید علوم کے نام پر کثرت سے حملے ہو رہے ہیں۔ مرکز کی طرف سے جواب دینا ممکن نہیں تمام اہلِ علم اور مطالعہ کا شوق رکھنے والے احمدی اپنی اپنی جگہوں پر موجود رہتے ہوئے ان اعتراضات کا جواب تیار کرنے میں مرکز کی رہنمائی میں کام کریں۔

۷۔ عید کے موقعے پر غرباء کے ساتھ تحفے بانٹنے کی تحریک: ۱۲؍جولائی ۱۹۸۳ء

مقصد: عید کی حقیقی خوشی حاصل کرنے کے لئے غرباء کو تحائف دینا اور خوشیوں میں شریک کرنا۔

۸۔ خصوصی دعاؤں کی تحریک: ۶؍اپریل ۱۹۸۴ء۔

مقصد: مشکل حالات کے دور ہونے اور اپنے آپ کو ان حملوں سے محفوظ رکھنے کے لئے خصوصی دعائیں۔

۹۔ دو نئے یوروپی مراکز کی تحریک: ۱۸؍مئی ۱۹۸۴ء

مقصد: اشاعت احمدیت کے لئے ایک وسیع اور جامع پروگرام بنا کر کام کیا جائے تا کہ جماعت بدلتے ہوئے تقاضوں سے ہم آہنگ ہو سکے۔

۱۰۔ نستعلیق کتابت کے کمپیوٹر کے لئے تحریک: ۱۷؍جولائی ۱۹۸۵ء۔

مقصد: جماعت کی بڑھتی ہوئی اشاعتی ضروریات کے پیشِ نظر کتابت کی دقت کو دور کرنے کے لئے فوری نستعلیق خط کے کمپیوٹر پریس کے لئے ڈیڑھ لاکھ پونڈ کی تحریک۔

۱۱۔ تحریکِ جدید دفتر چہارم کا آغاز: ۲۵؍اکتوبر ۱۹۸۵ء۔

مقصد: تحریک جدید کے نئے دفتر کا آغاز یعنی نئے چندہ دہندگان اس دفتر میں شامل ہوں گے۔

۱۲۔ وقفِ جدید کی تحریک کو ساری دنیا تک وسیع کرنا: ۲۷؍دسمبر ۱۹۸۵ء

مقصد: تحریک کے فیض کو تمام دنیا تک عام کرنا۔

۱۳۔ سیدنا بلال فنڈ: ۱۴؍مارچ ۱۹۸۶ء۔

مقصد: راہِ مولا میں قربانی کرنے والوں کے اہل و عیال کے دکھ درد دور کرنے کے لئے فنڈ۔

۱۴۔ توسیع مکان بھارت فنڈ: ۲۸؍مارچ ۱۹۸۶ء۔

مقصد: مختلف امور میں روپے کی ضرورت ہے۔ جماعت بھی بڑھ رہی ہے دہلی اور کانپور میں مرکز کی ضرورت۔

(ماہنامہ احمدیہ گزٹ ٹورانٹو کینیڈا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملکی خبریں

○ قومی اسمبلی کو بتایا گیا ہے کہ بھارت اور اسرائیل کے تربیت یافتہ تخریب کار پاکستان میں داخل ہونے کی اطلاعات ملی ہیں اس کے پیش نظر اہم ملکی تنصیبات اور عمارتوں کی حفاظت کے خصوصی انتظامات کر لئے گئے ہیں۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ حکومت کے ساتھ ہمارا معاہدہ صرف قومی اسمبلی میں بائیکاٹ ختم کرنے تک محدود ہے۔ انہوں نے کہا کہ چوہدری شجاعت حسین، بشارت الٰہی اور دوسرے لوگوں کے قرضوں کے بارے میں کوئی نہیں پوچھتا ہمارے بارے میں شور مچایا جا رہا ہے۔ ماضی میں عیش کرنے والے اب پھر عیش کر رہے ہیں۔

○ باغبانپورہ لاہور میں ایک شخص کو اغوا کئے جانے کے بعد ۲ لاکھ روپے تاوان لے کر رہا کر دیا گیا۔ بعد ازاں دیپال پور کے میاں بیوی کو بھی تاوان وصول کرنے کے لئے گرفتار کیا گیا۔ اس اغوا کا الزام پولیس پر لگایا گیا ہے۔

غیر ملکی خبریں

○ مقبوضہ کشمیر میں حریت پسندوں نے ۴۰ بھارتی فوجیوں کو ہلاک کر دیا بیسیوں فوجی زخمی ہیں۔ فوجیوں نے گھروں میں گھس کر ۴۰ حریت پسندوں کو ہلاک کر دیا۔

○ خوست کے نواح میں کئی ہزار کابل فوجیوں نے مجاہدین کے آگے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔

○ امریکی وزیر خارجہ نے عراق سے کہا ہے کہ وہ کرد پناہ گزینوں کی امداد میں رکاوٹ پیدا نہ کرے۔

○ ایران کے مذہبی سربراہ آیت اللہ خامنہ ای نے کہا ہے کہ سعودی عرب کی سرزمین پر شرک و کفر کا قبضہ ہے۔

○ کویت میں اعلان کیا گیا ہے کہ آئندہ سال پارلیمانی انتخابات ہوں گے۔ عورتوں کو پہلی بار ووٹ ڈالنے کا حق ملنے کا امکان ہے۔

○ انڈونیشیا میں ایک کثیر الاشاعت اخبار کے ایڈیٹر کو اسلام کی بے حرمتی پر پانچ سال کے لئے جیل بھیج دیا گیا ہے۔

دُعائیہ فہرست

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ سے ثابت ہے۔ کہ صدقہ و خیرات اور ماہِ رمضان کا گہرا تعلق ہے۔ آپ بھی تحریک جدید کا چندہ اس مبارک مہینہ میں ادا فرما کر دوہرا ثواب حاصل کیجئے نیز اپنی جماعت کے جملہ مرد و زن کو اس کارِ خیر کی تحریک فرمائیں تا زیادہ سے زیادہ افراد ۲۹۔ رمضان المبارک کی دعائیہ فہرست میں شامل ہونے کا شرف پا سکیں۔ ۱۳۔ اپریل ۱۹۹۱ء تک فہرستیں مرکز میں پہنچا دی جائیں۔

وکیل المال اوّل تحریک جدید

بقیہ: صـ۶ سے آگے

" دیکھو تم اس مقصد سے روزہ رکھتے ہو کہ جھگڑا رگڑا کرو۔ اور شرارت کے مکے مارو پس اب تم اس قسم کا روزہ نہیں رکھتے ہو۔ کہ تمہاری آواز عالم بالا پر سنی جائے" (یسعیاہ باب ۵۸۔ آیت ۴)

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے بھی فرمایا ہے۔ روزہ دار کو خیال رکھنا چاہیئے کہ روزے سے صرف یہ مطلب نہیں کہ انسان بھوکا رہے۔ بلکہ خدا کے ذکر میں بہت مشغول رہنا چاہیئے (تقاریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء)

ہومیوپیتھک کلینک
حنیف
۱۷۶۔ بینک سکوائر مارکیٹ نزد شیزان بیکری
ماڈل ٹاؤن ۔ لاہور
موسم سرما کے اوقات کار:
اتوار سے جمعرات تک صبح ½ ۹ بجے سے ۱۲ بجے تک۔ شام ۵ بجے سے ½ ۷ بجے تک
ہر جمعہ کی شام اور ہفتہ کی صبح دواخانہ بند رہتا ہے۔
خاکسار: ڈاکٹر شیخ محمد حنیف آف کوئٹہ
حال لاہور

ہوالشافی
اولاد ——— ایک فطری خواہش
بے اولاد مرد و زن کیلئے "خصوصی ہومیو جرمنی کورس"
——— خدا کے فضل سے مؤثر علاج ———
اس کے علاوہ پرانی اور پیچیدہ امراض کیلئے پاکستانی، جرمنی، برطانیہ اور فرانس کی سیل بند ادویات مناسب اور رعایتی نرخ پر حاصل کرنے کیلئے
عزیز ہومیوپیتھک سٹور
یونیورسٹی روڈ رحمان کالونی ربوہ
فون: ۴۱۴

دوا تدبیر ہے اور دُعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
کامیاب علاج ہمدردانہ مشورہ
تبخیر معدہ، پرانی خارش و چنبل، خونی و بادی بواسیر، دائمی نزلہ و زکام، ذیابیطس، کالی کھانسی، دمہ، مرضِ اٹھرا اور
بے اولاد مردوں اور عورتوں کا کامیاب علاج
بیرونجات کے مریض اپنے حالات لکھ کر دوا منگوا سکتے ہیں
مردانہ و زنانہ خاص امراض کیلئے پرچہ تشخیص و تجویز خط لکھ کر منگوایا جا سکتا ہے
NASIR
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
پوسٹ بکس ۶۰ ——— فون: ۵۳۴، ۶۳۴

اپنے بچوں کی صحیح رنگ میں تعلیم و تربیت کیجئے
نئی صدی کی محراب سے گزرنے کا حق ادا کرنے کے لئے
RJ
الرّحیم
جیولرز
خورشید کلاتھ مارکیٹ
حیدری نارتھ ناظم آباد کراچی
فون: 629443 626280

معاذ اینڈ کمپنی
سوسان روڈ۔ مدینہ ٹاؤن۔ فیصل آباد
فون ——— ۴۳۱۲۷
باتھ روم ٹائلز۔ سینٹری ویئرز۔ سینٹری فٹنگز۔ نیشنل ٹائلز نیز سٹائل ٹائلز برائے فرش و فیس کے لئے خدمت کا موقعہ دیں

پاکستان کے مانچسٹر فیصل آباد میں جائیداد کی خرید و فروخت میں منفرد اور با اعتماد نام
NASA
ہمارا تعاون یقیناً آپ کے مسائل کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوگا۔
ناسا اسٹیٹ ڈویلپرز اینڈ بلڈرز فیصل آباد
فون: آفس: ۴۴۲۸۶، ۴۷۰۹۲
رہائش: ۴۳۱۱۵
طالب دعا: سہیل مشتاق

Digitized by Khilafat Library Rabwah

الشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر ربوہ

قائم شدہ ۱۹۷۸ء

پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور سے منظور شدہ
فون نمبر ۵۹۲

کلاسیں صبح و شام
بیکار نہ رہیئے ہنر سیکھیئے
ریفریجریشن اینڈ ایئرکنڈیشنگ۔ الیکٹریشن
داخلہ کے لئے تعلیم مڈل / میٹرک
مدت کورسز ۶ ماہ (۳۰۰ گھنٹے)

داخلہ جاری ہے!

امتحان حکومت لیتی ہے اور وہی سند جاری کرتی ہے۔

طاہر گولڈ سمتھ

سونے کی بہترین ورائٹی کا مرکز
طارق مارکیٹ اقصیٰ چوک ربوہ
فون دکان ۶۴۳
فون رہائش ۷۵۶

فینسی اور پائیدار زیورات آرڈر پر بھی تیار کئے جاتے ہیں

ربوہ میں آپ کے جیولرز فون: ۵۵۰
پاک گولڈ سمتھ
گھر: ۷۴۹-۵۴۹
گولبازار۔ ربوہ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان
الحمد جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

کول بریز

ریفریجریٹر۔ ایئرکنڈیشنر۔ ڈیپ فریزر اور آٹومیٹک واشنگ مشین کی معیاری مرمت کے لئے۔

۵۸ ایگرو اسکوائر شادمان مین مارکیٹ لاہور

فون: ۴۸۸۸۴۴ / ۴۸۰۹۴۴

کتابت کی دنیا میں انقلاب

الخطاط گرافکس کمپیوٹرائزڈ

اردو۔ انگریزی کمپیوٹر کمپوزنگ انتہائی ارزاں نرخ پر

آپ کا اپنا ادارہ

۱۱۵۔ میکلوڈ روڈ ، نزد لکشمی چوک لاہور
فون ۲۲۴۲۲۵
پروپرائیٹر: محمد شفیق طاہر۔ میاں سعید احمد

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔

سرکن دوا اپھارہ

نیز دیگر امراضِ حیوانات مثلاً منہ کھر، زہر باد، سوزش پستان، فالج، ٹک، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار وواہ، چیچک وغیرہ کیلئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹ سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔
(ڈنری ڈاکٹرز فری لٹریچر و سمپلز براہ راست کمپنی سے طلب کریں)

- لاہور: ـــــ پاکستان میڈیکوز۔ لوئر مال
- کراچی: ـــــ شہزاد میڈیکل سٹور۔ بھینس کالونی روٹ نمبر 5 لانڈھی
- فیصل آباد: ـــــ میاں شادی میڈیسن۔ گول امین پور بازار
- راولپنڈی: ـــــ جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار
- ملتان: ـــــ ذکریا میڈیکل سٹور۔ بیرون لوہاری گیٹ
- رحیم یار خان: ـــــ رحمٰن میڈیکل سٹور۔ کچی منڈی لیاقت پور رحیم یار خان

کیوریٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ
(ڈاکٹر راجہ ہومیو)
لاہور
کراچی
ہیڈ آفس ـــــ ربوہ ـــــ فون: ـــــ ۱۷۷ ، ۶۰۶

حسن ٹریڈرز

روم ایئر کولر
پنکھے (جمبو۔ نشان۔ نیشنل)
- یونس فین۔
- فائیو سٹار فین۔
- عظیم فین۔

واشنگ مشین (جمبو۔ صوبی۔ نیشنل سلیقہ)
سٹیبلائزرز (یونیورسل۔ نیشنل)
گیس کے چولہے۔ سیل فیکٹری ریٹ پر۔
نہایت ارزاں قیمت۔ مکمل گارنٹی۔

بالمقابل ایوان محمود گولبازار۔ ربوہ
فون ـــــ ۴۵۴

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED I-ATTHRA
۲۰ گرام ـــ ۱۵/- روپے
۶۰ گرام ـــ ۴۵/- روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ

نرینہ اولاد سے محروم حضرات، مرض اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کے لئے اُمید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں

نرینہ اولاد کیپسولز
بفضلِ تعالیٰ لڑکا پیدا ہوتا ہے

طاقت کا سرچشمہ
گولڈن پلز پٹھوں کی کمزوری اور اعصابِ رئیسہ کیلئے بے حد مقوی آزمودہ

تبخیر معدہ کے لئے مفید گولیاں

ایچ۔ کے۔ این
گیس سینہ کی جلن اور نظام ہضم کی درستی کیلئے بے مثل

دواخانہ
محافظ صحت
مشہور زمانہ حکیم نظام جان کے فرزند حکیم عطاء الرحمٰن
علوی (رجسٹرڈ) اینڈ سنز۔ گول چوک۔ اوکاڑہ
برانچ: کوٹ نہال سنگھ گلی ۲ مکان ۲/۱۷ مین سٹریٹ اوکاڑہ

- قدیمی - اولین - مشہورہ آفاق
سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ فون ۷۳۹۹۷

برانچیں
- کراچی: فون: ۴۱۳۲۵۱
- لاہور: 1-D-۳ گلشن راوی
- ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
- منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
- رحیم یار خان: فون: ۴۷۹۹
- ربوہ: اقصیٰ چوک کالج روڈ۔ فون نمبر ۵۵۸

- نرینہ اولاد سے محروم - بے اولاد - اٹھراء - سوکھا - گرمی - گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر۔ گوجرانوالہ
پوسٹ بکس ۱۹۰
فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۰۴۳۱

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں: ۔ ربوہ: اقصیٰ چوک نزد ڈیلر بکس، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ، لاہور: جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چوک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ، چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ، کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ۔

خواتین کیلئے انتظام کیساتھ

روزنامہ
الفضل
ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ
پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے